# کیا مرزا قادیانی نبی ہے؟

حافظ عبدالمنان صاحب ۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

اور

گوجرانوالہ کے مرزائی مربی محمد اعظم کے درمیان

## تحریری مناظرہ

جس میں مرزائی مناظر حافظ صاحب کی تیسری تحریر کے بعد
ایک سال گذرنے کے باوجود جواب نہیں دے سکا

المکتبۃ المحمدیۃ
فراز کالونی
جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ

# کیا مرزا قادیانی نبی ہے

حافظ عبدالمنان صاحب ۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

اور

گوجرانوالہ کے مرزائی مربی محمد اعظم کے درمیان

## تحریری مناظرہ

جس میں مرزائی مناظر حافظ صاحب کی تیسری تحریر کے بعد
ایک سال گذرنے کے باوجود جواب نہیں دے سکا

المکتبۃ المحمدیۃ فراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

بار اول ــــــــ مئی ۱۹۸۶ء

تعداد ــــــــ ایک ہزار

ناشر ــــــــ محمد آصف ظہیر

مطبع ــــــــ زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

قیمت ــــــــ ۵ روپے صرف


## ملنے کے پتے

المکتبۃ المحمدیہ ــــــــ سرفراز کالونی جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

مدینہ کتاب گھر ــــــــ اُردو بازار۔ گوجرانوالہ

مکتبہ نعمانیہ ــــــــ اُردو بازار۔ گوجرانوالہ

سبحانی اکیڈمی ــــــــ اردو بازار۔ لاہور

مکتبہ سلفیہ ــــــــ شیش محل روڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیمؕ

# سُخن گُفتنی

خاکسار محکمہ صحت گوجرانوالہ میں ملازم ہے۔ ہمارے دفتر میں ایک قادیانی حمید عالم اکثر و بیشتر مرزائیت کی تبلیغ کرتا رہتا تھا۔ ایک دِن میں نے اسے کھُل کر بات چیت کرنے کو کہا۔ اس نے اپنی جماعت سے مشورہ کے بعد کہا کہ آپ ہمارے ہاں محلہ امیر پارک میں آئیں اور گفتگو کی شرائط طے کرلیں۔ چنانچہ ہم اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حافظ عبدالمنان صاحب کو لے کر قادیانیوں کے پاس محلہ امیر پارک میں پہنچ گئے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ قادیانیوں نے باقاعدہ اپنے مربّی کو مناظرہ کے لیے بُلا رکھا ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کی طرف سے امیر مقرر تھا۔ سب سے پہلے میں نے موضوع متعین کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا اور آپ کا بنیادی اختلاف یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے جبکہ ہم اسے نبی نہیں مانتے۔ باقی سب اختلاف اس کے تابع ہیں۔ اگر وہ نبی ثابت ہو جائے تو پھر وہ جو کچھ کہے درست ہے اور اگر نبی ہی ثابت نہ ہو سکے تو پھر دوسری باتوں پر بحث بیکار ہے۔ چنانچہ آپ کے ذمہ ہو گا کہ صرف قرآن و حدیث کے دلائل سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کریں۔

مرزائی حمید عالم نے اگرچہ ہمیں صرف شرائط طے کرنے کے لیے بلایا تھا مگر اس کے بُلائے ہوئے مُربّی نے باقاعدہ اس موضوع پر مناظرے کا آغاز کر دیا

تو میں نے اپنے ساتھی حافظ عبدالمنان صاحب سے عرض کیا کہ اب آپ گفتگو کریں۔ حافظ صاحب نے تقریباً تین گھنٹے تک مرزائی مناظر سے اسی موضوع پر گفتگو کی۔ مگر مرزائی مناظر اپنے دعویٰ "مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے" کو ثابت نہ کر سکا۔ مجبور ہو کر کہنے لگا کہ میں آئندہ اس دعویٰ کو ثابت کروں گا۔ یہ بات میرے ذمّے ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ آپ اپنا دعویٰ لکھ دیں۔ آئندہ گفتگو تحریری ہوگی تاکہ ریکارڈ رہے۔ چنانچہ مرزائی مناظر محمد اعظم مُربّی گوجرانوالہ نے یہ دعویٰ لکھ کر دیا:

("حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ...... اُمتی نبی ہیں" + اس دعویٰ کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے.....
مُربّی سِلسلہ احمدیہ گوجرانوالہ)

اس کا یہ لکھنا کہ "اس دعویٰ کے دلائل ..... پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زبانی گفتگو میں اپنا مؤقف ثابت نہ کر سکا۔ اس کے بعد تحریری گفتگو ہوئی جس میں دعوی سمیت دونوں طرف سے کل تین تین تحریریں ہوئیں۔ حافظ عبدالمنان صاحب کی تیسری تحریر کے بعد میں نے حمید عالم قادیانی سے بار بار مطالبہ کیا کہ آپ اس کا جواب لادیں لیکن آج تک ایک سال گزرنے کے باوجود وہ اپنی تمام تر جدوجہد کے باوجود جواب نہیں لا سکا۔

چونکہ اس گفتگو میں مرزائیوں کے مغالطات اور ان کا بہترین خاموش کن جواب موجود ہے اس لیے اسے افادۂ عوام کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔

منوّر اختر

۲۲ رجب ۱۴۰۶ھ

مرزائی مربّی کی پہلی تحریر ——————

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## دعویٰ

"حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمتی نبی ہیں۔"
اس دعویٰ کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے۔

دستخط
مُدعی: [signature]

مربّی سلسلہ احمدیہ گوجرانوالہ

26/1/83

حافظ عبدالمنان صاحب کی پہلی تحریر ——————

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## بخدمت جناب محمد اعظم صاحب

السلام علی من اتبع الہدیٰ
ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ آپ نے ہمیں مندرجہ ذیل تحریر دی تھی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ...... امتی نبی ہیں۔ اس دعویٰ کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" مگر تا حال آپ نے اپنے مندرجہ بالا دعویٰ کی کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ لہٰذا اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے مذکورہ بالا دعویٰ کی دلیل قران مجید اور احادیث ثابتہ سے پیش فرمائیں۔

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ
۳ مارچ ۱۹۸۳ء

عبدالمنان بقلمہ

سرفراز کالونی جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ

## مرزائی مربّی کی دوسری تحریر

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام (اپنے محبوب و مطاع سرور انبیاء حضرت محمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل و بروز ہوکر مسیح موعود و امام مہدی ہیں جن) کا مقام امتی نبی کا مقام ہے۔ اس حقیقت تک رسائی کے دو اہم مرحلے ہیں:

(ا) قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ کی رُو سے امتی نبی کا امکان ہو۔

(ب) حضرت مرزا صاحبؑ کو منجانب اللہ یہ مقام ملنے کا دعویٰ ہو۔

—— بعض لوگ امکان اور دعوای کے ساتھ صداقت کے ثبوت طلب کیا کرتے ہیں جیسا کہ خدا کے تمام فرستادوں کے وقت ہوتا رہا ہے۔

---

(ا) سورۃ فاتحہ ایک مسلمان ہر نماز میں بارہا پڑھتا اور دعا کرتا ہے:

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔

انعام یافتہ لوگوں کے راستہ پر چلنے کا نتیجہ انہی انعامات تک رسائی ہے ورنہ وہ چلنا لاحاصل و بیکار ہے۔ قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے کی تفسیر کرتا ہے۔ سورۃ النساء آیت ۷۰ ہے: ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولٰئک رفیقا ؕ —— اللہ اور الرسول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت وہ راستہ ہے جس پر چلنے والے منزل پالینے پر چار گروہوں میں نظر آتے ہیں: النبیین ۔ صدیقین ۔ شہداء

صالحین ——— اس آیت میں چاروں گروہوں کے ساتھ معیّت کا تذکرہ ہے لیکن ایک بات واضح ہے کہ چاروں انعامات تک رسائی یکساں ممکن یا ناممکن ہے کیونکہ بیان یکساں ہے۔ یہاں معیّت زمانی اور معیّت مکانی ممکن نہیں اس لیے معیّت رتبی ہی مقصود ہے جیساکہ التفسیر الکبیر المسمیٰ بالبحر المحیط کی جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ پر امام راغبؒ کے حوالے سے لکھا ہے:

ممّن انعم علیھم من الفرق الاربع فی المنزلۃ والثواب النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشھید بالشھید والصالح بالصالح۔

گویا امت میں صالحیت۔ شہادت۔ صدیقیت کی طرح نبوّت کا بھی امکان ہے

## حدیث شریف سے امتی نبی کا امکان

صحیح مسلم کی الجزء الثانی مطبوعہ ۱۳۳۷ کے صفحہ ۱۹۷ پر نواس بن سمعان کی بیان کردہ طویل حدیث نبویؐ میں امّتِ محمدیہ میں آنے والے کا ذکر کر کے اس کی طرف وحی آنے کا تذکرہ ہے نیز اسے چار دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر امّت محمدیہ کا ہمیشہ یہ اعتقاد رہا ہے کہ آنے والا امّت میں سے ہوگا نیز نبی ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں آنے والے کے امتی نبی ہونے کا ہمیشہ اظہار ہوتا رہا۔

صحاح ستّہ میں سے ابنِ ماجہ کی کتاب الجنائز میں حدیث نبویؐ ہے کہ اپنے صاحبزادہ ابراہیمؑ کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا۔ آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد حضورؐ کے اس ارشاد سے امتی نبوت کا امکان واضح ہے ورنہ فرماتے کہ اگر زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہوتا!! ——— اسی طرح حضرت علّامہ سیوطیؒ کی الخصائص الکبریٰ جلد اوّل (اردو صفحہ ۳۵-۳۱) اور نشر الطیب فی ذکر النبیؐ الحبیب

مطبوعہ تاج کمپنی کے ص 261-262 پر ایک طویل حدیث درج ہے جس میں حضرت موسیٰؑ نے خدا کے حضور امتِ احمدؐ کا نبی بنائے جانے کی التجا کی جس پر جواب ملا نَبِیُّھَا مِنْھَا کہ اس امت کا نبی اسی میں سے ہوگا۔

الحاصل: قرآن کریم اور احادیثِ نبویہؐ کی رُو سے امتی نبی کا امکان واضح ہے۔

---

(ب) حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا دعویٰ منجانب اللہ:-

۱۔ "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالتِ موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔" (اربعین حصہ اول ص۳)

۲۔ "مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضروری تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لیے جن کے دلوں

پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ خدا میری تائید کرے گا جیسا
کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر
سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا
رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر
کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں
سے کہ میں نے اپنے رسولِ مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لیے اس کا
نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی
ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی
انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔"
(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶-۷)

۳۔ "یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا
ہے۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا
تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرفِ
مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ شریعت
والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے
امتی ہو پس اسی بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ
الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا ایک ظلّ ہے اور بجز اس کے میری
نبوت کچھ بھی نہیں وہی نبوّتِ محمدیہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اور چونکہ میں محض
ظلّ ہوں اور اُمتی ہوں اس لیے آنجناب کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں۔"
(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۶)

۴۔ خدا نے آپؑ کو فرمایا: "جَعَلْنَاكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَم"

کہ ہم نے تجھے المسیح ابن مریم بنا دیا ہے ؕ

---

نوٹ : (۱) حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو امتی نبوت کا مقام ملنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا نتیجہ و اثر ہے۔ کیونکہ :

" اللہ جلشانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لیے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوّتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی "۔

(حقیقۃ الوحی ص۹۷)

---

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد، لو عاش لکان صدیقا نبیا، سے امّتی نبوّت کے جواز پر حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کا تشریحی نوٹ خوب روشنی ڈالتا ہے : فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَہٗ تَعَالیٰ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اِذِالْمَعْنیٰ اَنَّہٗ لَا یَأْتِیْ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ یَنْسَخُ مِلَّتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِہٖ "گویا ایسے نبی کا امکان ہے جو آنحضرتؐ کی شریعت کو منسوخ نہ کرے اور آپؐ کی امّت میں سے ہو۔ (موضوعاتِ کبیر ص۵۹)

---

## صداقت کے ثبوت

ایک مسلمان کے لیے اطمینان کا طریق یہ ہے کہ وہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارک سے صداقت کے معیار معلوم کرکے ان پر حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پرکھ لے۔ اوّل تو بہترین ذریعہ ہے

کہ مومن تنہائی میں قادرِ مطلق خدا کے حضور دُعا کرے اور اس سے پوچھے کہ اگر مرزا صاحبؑ تیری طرف سے ہیں اور سچے ہیں تو کسی نہ کسی طرح مجھ پر آشکار کردے مسنون دعاءِ استخارہ اور اپنی زبان میں گریہ وزاری صداقت معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ہزاروں ہیں جو اس طریق کو اختیار کرکے دنیوی واخروی فلاح واطمینان پاگئے !!!

دوسرے مختلف معیار اخذ کرکے دیکھنا ضروری ہے مثلاً چند معیار حسبِ ذیل ہیں :۔

(۱) فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ سے پہلے کی پاکیزہ زندگی صداقت کا ثبوت ہوتی ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کرکے اس معیار کو پیش فرمایا حضرت مرزا صاحبؑ کا اس بارہ میں چیلنج ضرورت الامام میں درج ہے اور اپنے پرائے سبھی اس زندگی کو دلکش قرار دیتے ہیں جیسا کہ مولینا محمد حسین بٹالوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری اشاعۃ السنۃ اور تاریخ مرزا میں اقرار کرچکے ہیں:۔

(۲) لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۔ الخ کی رُو سے جھوٹے مدعی کو مفتری علی اللہ کو خدا خود ہلاک کرتا ہے۔ اس معیار کے مطابق جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی روشن ہے اسی طرح آپ کے بروز کی صداقت عیاں ہے۔

(۳) جھوٹا موت کی تمنا نہیں کرتا جیسا کہ قرآن کریم کی کئی آیات سے واضح ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے بارہا خدا کے حضور مناجات کی ہے کہ اگر تیری نظر میں مَیں جھوٹا اور مفتری ہوں تو مجھے ہلاک و برباد کردے۔ اس کے باوجود آپ کا پھلنا پھولنا آپ کی صداقت پر دلیل ہے۔

(۴) لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ
کے مطابق کثرت سے غیب پر اطلاع صرف خدا اپنے رسولوں کو دیتا ہے
حضرت مرزا صاحبؑ پر خدا نے بے شمار غیب کی باتیں آشکار کیں جو ہر دور
میں پوری ہو رہی ہیں۔ آج بھی ہو رہی ہیں۔ اور یہ آپ کی صداقت کا زبردست
ثبوت ہے۔

---

## مسک الختام

حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔
"یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود
نہیں کر سکتے اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ
کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لیے پیدا ہوا اور
یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو
یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری جلد ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا
بھی پتہ نہ چلتا۔ اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم از کم یہ تو سوچو کہ شاید
غلطی ہو گئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو" اربعین نمبر ۴ صفحہ ۹ :

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محمد اعظم اکسیر

مربی انچارج ضلع گوجرانوالہ

27/4/1983

## حافظ عبدالمنان صاحب کی دوسری تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب محمد اعظم صاحب!

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

اما بعد آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے ۲۴ جنوری ۱۹۸۳ء کو ہم سے زبانی بات چیت کے بعد اپنے ہاتھ سے اپنا دعویٰ ان الفاظ میں لکھا تھا "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" پھر آپ نے اپنی اس مندرجہ بالا دعویٰ والی تحریر ہی میں یہ بھی لکھا "اس دعویٰ کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" جس سے پتہ چل رہا ہے کہ آپ اس تحریر سے قبل زبانی بات چیت میں مرزا صاحب کے امتی نبی ہونے کی کتاب وسنت سے کوئی دلیل پیش نہ کر سکے تھے ورنہ آپ یوں نہ لکھتے کہ "اس دعوی کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے" الخ اور جو تحریر آپ نے اب کے بھیجی ہے اس میں بھی آپ نے اپنے مندرجہ بالا دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کو ثابت کرنے والی کوئی دلیل پیش نہیں کی نہ تو قرآن پاک سے اور نہ ہی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث سے اس لیے جناب سے پُر زور التماس ہے کہ آپ اِدھر اُدھر کی باتیں بنانے کی بجائے قرآن کریم کی کوئی آیت یا آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث پیش فرمائیں جس سے آپ کا دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" ثابت بھی ہوتا ہو؟

## امکان و عدم امکان نبوت والا مسئلہ

آپ نے اپنی اس تحریر میں امکان و عدم امکان نبوت کے مسئلہ پر بحث کی ہے

جو فی الواقع غیر مفید ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری اس بات چیت میں بھی ذرہ برابر فائدے کی حامل نہیں اولاً تو اس لیے کہ ہماری اس بات چیت کا موضوع ہے آپ کا دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" نہ کہ امکان نبوت اور ثانیاً اس لیے کہ اگر آپ بالفرض امکان و عدم امکان نبوت والے مسئلہ کو اپنی خواہش کے مطابق ہی حل کر لیتے ہیں تو بھی اس سے آپ کا مدعا "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" تو ہرگز ثابت نہیں ہوگا لہٰذا آپ اپنے دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث سے کوئی ایک ہی دلیل پیش فرمادیں اور امکان و عدم امکان نبوت والی بحث کو چھوڑیں نیز صداقت و عدم صداقت مرزا صاحب والی بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جب آپ اپنا مندرجہ بالا دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" قرآن کریم اور آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حدیث سے ثابت فرمائیں گے تو اس قسم کی ابحاث خود بخود حل ہو جائیں گی۔

## انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ

صحیح مسلم میں موجود حضرت نواس بن سمعان والی حدیث میں ایک نبی اللہ کی آمد کا تذکرہ تو ضرور ہے مگر وہ نبی مرزا غلام احمد قادیانی نہیں اور نہ ہی مرزا صاحب کوئی اور نبی ہیں کیونکہ اسی حدیث میں اس نبی اللہ کا لقب اس کا نام اور اس کی والدہ ماجدہ کا نام بھی تو مذکور ہے نا چنانچہ اسی حدیث نواس بن سمعان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسیح دجال کا حلیہ اور اس کے چند کرتب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں "فبینما ھو کذالك اذ بعث اللہ المسیح بن مریم"، اس کے بعد

آپ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" ثم یاتی عیسی قوم " بیان کو جاری رکھتے ہوئے آپ صلے اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں" اذا وحی الله الی عیسی" اور اس کے بعد اسی حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر چار مرتبہ " نبی الله عیسی علیه السلام " کے لفظ بولے ہیں اور معلوم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے عیسی نہیں اور حدیث نواس بن سمعان میں مذکور نبی اللہ کا نام عیسی ہے علیہ الصلاہ والسلام غلام احمد نہیں نیز آپکو اعتراف ہے کہ مرزا صاحب کی والدہ کا نام مریم نہیں چنانچہ آپ نے ۲۴ جنوری کی زبانی بات چیت میں اہالیان مجلس کے روبرو بھی اس بات کا اقرار فرمایا تھا اور حدیث نواس بن سمعان میں آنے والے نبی اللہ کی والدہ کا نام مریم بتایا گیا ہے تو آنیوالے نبی اللہ کی والدہ کا نام مریم ہے چراغ بی بی نہیں اور مرزا صاحب کی والدہ کا نام چراغ بی بی ہے مریم نہیں لہذا حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ" والی حدیث میں جس نبی اللہ کی پیش گوئی ہے وہ نبی اللہ عیسی بن مریم ہیں علیہ الصلاۃ والسلام اور مرزا غلام احمد قادیانی بن چراغ بی بی عیسی بن مریم نہیں اس لیے مرزا صاحب نبی اللہ بھی نہیں۔

آپ اس مقام پر اپنی عبارت پر ذرا نظر ثانی فرمائیں کہ آپ نے اس حدیث نواس بن سمعان رض میں چار دفعہ نبی اللہ والے لفظ کو تو پکڑ لیا اور اسی حدیث میں موجود ایک بار لفظ" المسیح بن مریم "کو، دو دفعہ لفظ" عیسی "کو اور چار مرتبہ لفظ " نبی الله عیسی علیه السلام "سے عیسی کو آپ نے اپنی تحریر میں جان بوجھ کر ذکر تک نہیں کیا "جان بوجھ کر" کا لفظ اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کی ہی تحریر سے پتہ چل رہا ہے کہ یہ طویل حدیث آپ کے علم میں ہے ہم تو اللہ تعالی سے دعا ہی کریں گے کہ وہ آپ لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے کہ آپ اس قسم کے

کاموں ہی سے باز آجائیں۔

**ثابت ہی نہیں** ابن ماجہ کی روایت "ولو عاش لکان صدیقا نبیا" کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان نامی بھی ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے "کذبہ شعبۃ" الخ لہٰذا یہ روایت سرے سے ثابت ہی نہیں پہلے اسے ثابت فرمائیں پھر استدلال کریں۔

**سند پیش کریں** آپ کی تحریر میں پیش کردہ الخصائص الکبری للسیوطی کی روایت "نبیہا منہا" کی سند درکار ہے لہٰذا اس روایت کی سند پیش کریں۔

## مرزا صاحب کے اقوال نہ قرآن ہیں اور نہ ہی حدیث

آپ نے خود ہی لکھا ہے "اس دعوی کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" اور واضح ہے کہ مرزا صاحب کے اقوال ہمارے نزدیک نہ تو قرآن ہیں اور نہ ہی حدیث اس لیے آپ کا اپنی تحریر میں مرزا صاحب کے اقوال کو نقل کرنا بے کار ہے نیز روایت لو عاش پر ملا علی قاری کا نوٹ نہ قرآن ہے اور نہ ہی حدیث اس لیے آپ پر ابھی تک لازم ہی ہے کہ آپ اپنے دعوی "مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کے دلائل قرآن کریم اور صحیح حدیث سے پیش فرمائیں۔

عبد الرحمن سلفی

٢٣۔ رجب ١٤٠٣ھ

سرفراز کالونی۔ جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ

## مرزائی مربی کی تیسری تحریر

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پرچہ دوم ——— حصہ اوّل ——— بجواب "معترض" ——— ص ۱

سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام بموجب حکم الٰہی وہ موعود وجود ہیں جسے ہمارے آقا و مولا سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح، مہدی اور عیسیٰ بن مریم وغیرہ ناموں کے ساتھ مختلف حکمتوں کی بنا پر، امت کے سامنے بیان فرمایا اور اُمتیوں کو تاکید فرمائی کہ جب وہ آئے تو خواہ برف پر سے گھِسٹ کر جانا پڑے اس کے پاس پہنچو، بیعت کرو اور اسے میرا سلام پہنچاؤ۔ سیّدنا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے بموجب حکمِ الٰہی اس مقام پر منجانب اللہ فائز ہونے کا دعویٰ فرمایا اور تفصیلاً بتایا کہ اس موعود کا مقام "امتی نبی" کا مقام ہے ؂

——— تاریخ انبیاء واقوام شاہد ہے کہ کسی بھی آنے والے کو اہلِ دنیا نے فوراً سر آنکھوں پر نہیں بٹھایا بلکہ ہمیشہ تمام گروہوں نے اس کی تکذیب و تکفیر کرتے ہوئے مخالفت و استہزاد کا طریق اپنایا۔ امتِ محمدیہ میں آنے والا موعود کسی ایک فرقہ، عالم، مولوی یا حافظ وغیرہ کی خواہشات و توقعات کے عین مطابق نہیں آسکتا۔ اگر وہ کسی ایک فرقہ وغیرہ کے اعتقادات کے مطابق آتا ہے تو دیگر تمام فرقے فوراً تکذیب کر کے مختلف معیار اپنی خواہشات کی تکمیل میں پیش کریں گے۔ اسی لیے آنے والا موعود کسی ایک فرقہ یا شخص کے اعتقادات و نظریات کا پابند نہیں بلکہ حکم و عدل بیان کیا گیا ؂

——— اہلِ فہم کے لیے میں نے، حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے صدقِ دعویٰ تک رسائی کے لیے دو مرحلے اعنی امکان اور بامرِ الٰہی اس مقام پر منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ، اپنے پرچہ اوّل میں تحریر کیے تھے۔

**امرِ اوّل** کے متعلق دو آیاتِ قرآنی اور تین احادیثِ نبویہؐ پر مشتمل دلائل کے پیشِ نظر "معترض" نے جواب لکھا ہے :- (۱) "حدیث میں ایک نبی اللہ کی آمد کا تذکرہ تو ضرور ہے" (۲) "حدیث میں ... نبی اللہ کی پیش گوئی ہے"۔

**امرِ دوم** یعنی بموجب حکم الٰہی اس امکانی مقام پر فائز ہونے کا دعویٰ میں نے حضورؑ کی حلفیہ تحریرات کی رُو سے پیش کیا نیز یہ وحی الٰہی کہ جَعَلْنَاكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔ علاوہ ازیں قرآن کریم سے چار معیار بیان کیے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور مُدعی کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ "معترض" ان دلائل کے سبب اپنی عاجزی کا اظہار یوں کرتے ہیں :- (جس طرح امرِ اوّل کے متعلق اقرار کر چکے ہیں)

"امکان و عدم امکان والی بحث کو چھوڑیں نیز صداقت و عدم صداقت مرزا صاحب والی بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ صدا

——— یہ صورتِ احوال حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی نبی ہونے والے دعویٰ کی صداقت کا ازروئے قرآن کریم و احادیثِ نبویہؐ محکم ثبوت ہے۔ وما علینا الا البلاغ ؛

## حصّہ دوئم

سیّدنا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقتِ دعویٰ تو بموجب حصہ اوّل ثابت ہے۔ حصہ دوئم میں "معترض" کی زاید باتوں کے متعلق حقیقتِ حال بیان کرنا مقصود ہے۔ زاید اس لیے کہا ہے کہ بنیادی طور پر یہ باتیں دلائل کے ردّ میں نہیں ؛

(۱) مجھے افسوس ہے کہ معترض اپنے علم سے بڑھ کر کام کرنا چاہتے ہیں اپنے پرچہ کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ چونکہ میں نے لکھا تھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت

پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرنا مجھ پر لازم ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اس تحریر سے پہلے میں کوئی دلیل پیش نہ کر سکا۔ کسی سے علمِ منطق کی ابجد سیکھ لیں تو بہتر ہے۔

—— خدا خوفی سے سوچیں کہ میں نے تحریری پرچہ میں مذکور قرآن وحدیث والے دلائل مذکورہ تحریر سے پہلے زبانی گفتگو میں آپ کے سامنے نہیں بیان کئے تھے؟

(۲) معترض لکھتے ہیں: "امکان وعدم امکان نبوت کے مسئلہ پر بحث..... فی الواقع غیر مفید ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری اس بات چیت میں بھی ذرہ برابر فائدے کی حامل نہیں"۔

حضرت! آپ نے پھر بغیر سوچے سمجھے ایک بات کر دی۔ آپ کے اکابر پون صدی سے یہ علمی بحث کرتے آرہے ہیں اور بایں وجہ احمدیوں کو ختمِ نبوت کا نعوذ باللہ منکر بتا رہے ہیں۔ کیا ان کا یہ طریقِ عمل بوجہ جہالت ولاعلمی تھا؟ اور اگر ان کا طریقِ عمل درست تھا تو آپ کا طرزِ گفتگو کیسا ہے؟

—— شاید آپ اس لیے اس موضوع سے کترا رہے ہیں کہ آپ ایک طرف ختمِ نبوت پر ایمان کے دعویدار ہیں اور دوسری طرف حضورؐ کے بعد امتی نبی کی بجائے ایک مستقل نبی کے منتظر ہیں؟

محترم! اگر ایک مقام کا امکان ہی نہ ہو اور آپ اس مقام کے مدعی پر بحث کرنے لگ جائیں تو ایسی حالت میں دنیا آپ کو کیا کہے گی؟ یہ تو آپ کو علم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رسولاً الی بنی اسرائیل ہیں وہ امتِ محمدیہؐ میں نہیں آسکتے۔ اگر علم نہ ہو تو بے شک دریافت کریں ہم آپ کی پوری مدد کریں گے۔ انشاء اللہ۔ مختصر یہ کہ جو فوت ہو جائے وہ نہیں آیا کرتا!

(۳) ایک اور عجیب مخمصہ کا آپ شکار ہیں۔ آپ جن بزرگوں کو اپنے بزرگ مانتے ہیں ان کی محنت شاقہ اور مسلسل دعاؤں سے جمع کی ہوئی احادیث کی سندیں

ہم سے طلب کر رہے ہیں! ایک طرف آپ صحاحِ ستہ کہتے ہیں دوسری طرف معترض ہو رہے ہیں۔ یہ کیا چکر ہے۔ آپ خود ہی غور کریں ؎ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

(۴) حدیثِ نبویؐ ولو عاش لکان صدیقا نبیا کو آپ ٹھکرا رہے ہیں کہ سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان معتبر نہیں۔ حالانکہ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ صحاح ستہ میں آنے کے سبب آپ اسے قبول کرنے کے پابند ہیں اس لیے حدیثِ پاک کو رد کرنے میں دلیری نہ کریں! نیز غور فرمائیں :۔

—— یہ حدیث آپ اس لیے تو رد نہیں کر رہے کہ آپ کے عقائد سے ٹکراتی ہے! غالباً ایسا ہی ہے!!

## اصل حقائق

۱۔ معترض سے زیادہ علم و فہم رکھنے والے بزرگ حضرت ملا علی القادریؒ نے اس اعتراض کو بیان کر کے فرمایا: "فی مسنده ابا شيبة ابراهيم بن عثمان الواسطی وهو ضعيف لكن له طرق ثلاثة يقوی بعضها ببعض" کہ حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان ضعیف راوی ہیں لیکن یہ حدیث تو تین طریقوں سے بیان ہوئی ہے چنانچہ اس طرح یہ حدیث قوت پا رہی ہے

۲۔ رائے مختلف ہو سکتی ہے۔ ایک آدمی کسی وجہ سے ایک کو غیر معتبر سمجھتا ہے اور دوسرا معتبر۔ مومنانہ حسن ظنی سے کام لیا جائے تو مسئلہ آسان ہو سکتا ہے اسی راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض نے ثقہ بھی قرار دیا ہے چنانچہ تہذیب التہذیب اور اکمال الاکمال میں لکھا ہے :۔

قال يزيد بن هارون ما قضی رجلٌ اَعدَلَ فی القضاءِ منهُ وقال ابن عدیٍ له احاديث صالحةٌ وهو خيرٌ من ابی حية" (تہذیب جلد اول ص۱۲۵ و اکمال ص۲) یعنی ابن ہارون نے کہا ہے کہ

ابراہیم بن عثمان سے بڑھ کر کسی نے قضا میں عدل نہیں کیا اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی احادیث اچھی ہیں اور وہ ابی حیہ سے بہتر راوی ہے۔ ابو حیہ کے متعلق لکھا ہے: وثقہ دارقطنی وقال النسائی ثقة۔ (تہذیب التہذیب جلد اوّل ص۱۱۳) یعنی حضرت امام نسائی رح نے ابو حیہ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح بیضاوی کے حاشیہ "الشہاب علی البیضاوی" میں بھی اس حدیث کے متعلق لکھا ہے: "اَمَّا صِحَّۃُ الْحَدِیْثِ فَلَا شُبْهَةَ فِیْهَا کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ شوکانی اس حدیث کے متعلق مذکور اعتراض کو یوں ردّ فرماتے ہیں:

وَهُوَ عَجِیْبٌ مِنَ النَّوَوِیْ مَعَ وُرُوْدِهٖ عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَكَاَنَّهٗ لَمْ یَظْهَرْ لَهٗ تَاوِیْلُهٗ۔ (الفوائد المجموعہ ص۱۴۱) یعنی نووی کا اس حدیث سے انکار عجیب ہے باوجودیکہ اس حدیث کو تین صحابہ رض نے روایت کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نووی رح پر اس کے صحیح معنے نہیں کھلے!

٭ ——— علامہ شوکانی رح کی بات بالکل درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ جو بات اسے اپنے نظریات کے خلاف معلوم ہو وہ اس کا انکار کر دیتا ہے اور پھر انکار کے جواز کے لیے بہانے تلاش کرتا ہے۔ ورنہ جن خدا رسیدہ بزرگوں نے غور کیا انھوں نے اسے نہ صرف قبول کیا بلکہ پورا مضمون واضح کر دیا مثلاً امام علی القاری رح فرماتے ہیں کہ بے شک ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہو جاتے مگر امتی نبی جس کا آنا خاتم النبیین والی آیت کے خلاف نہیں:۔ فلا ینا قض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یأتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ و لم یکن من امتہ کہ حضرت خاتم النبیین ص کے بعد صرف ایسا نبی آسکتا ہے جو آپ ص کی شریعت کو منسوخ نہ کرے اور آپ ص کا امتی ہو:

الحاصل حدیث لو عاش لکان صدیقا نبیا سچی اور ہر طرح

سے قبول کے لائق ہے اس لیے آئندہ معترض کو چاہیے کہ حسن ظن اور حسن نیّت سے کام لے کر قبول کی طرف بڑھنے کی کوشش کریں انکار کے لیے کوشاں ہونا چنداں مفید نہیں۔ باقی آپ کی مرضی ہے ؏

صبُو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا　　کیے جاؤ مے خوار و کام اپنا اپنا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

16.5.1983/ البلغ : محمد اعظم　　مربی سلسلہ احمدیہ

مسجد احمدیہ باغبانپورہ۔ گوجرانوالہ

نوٹ : امید ہے آئندہ آپ راویوں پر بحث کی بجائے اپنا رُخ اصل موضوع کی طرف رکھیں گے۔ اگر آپ نے اسی فن کی طرف ضرور رجوع کرنا ہے تو زیر بحث حدیث کی سند پر فیصلہ کر لیں پھر کوئی نئی بات کریں۔

ا۔ س

حافظ عبد المنان صاحب کی تیسری تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب محمد اعظم صاحب!

والسلام علی من اتبع الھدی

اما بعد! اب تک آپ کی طرف سے ہم کو تین تحریریں موصول ہو چکی ہیں جن سے تیسری آپ کی یہ حالیہ تحریر ہے اور پہلی وہ جو آپ نے ہمیں ۲۴ جنوری ۱۹۸۳ء کو ہم سے زبانی بات چیت کرنے کے بعد اسی وقت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی تھی جس میں آپ کا دعویٰ " حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" درج ہے نیز اس میں آپ ہی نے لکھا ہے" اس دعویٰ کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" مگر آپ نے اپنی اس حالیہ تحریر پر" پرچہ دوم" کے لفظ لکھ کر اپنی ۲۴ جنوری والی

پہلی تحریر کو نظر انداز فرما دیا ہے تو واقع کے لحاظ سے آپ کی یہ حالیہ تحریر پرچہ سوم ہے نہ کہ دوم۔

بندہ نے لکھا تھا" جس سے (آپ کی پہلی تحریر سے) پتہ چل رہا ہے کہ آپ اس تحریر سے قبل زبانی بات چیت میں مرزا صاحب کے امتی نبی ہونے کی کتاب و سنت سے کوئی دلیل پیش نہ کر سکے تھے ورنہ آپ یوں نہ لکھتے کہ" اس دعوی کے دلائل قران کریم اور احادیث سے" الخ (میرا رقعہ ۲ صا) اس کو پڑھ کر آپ لکھتے ہیں "مجھے افسوس ہے کہ معترض اپنے علم سے بڑھ کر کام کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے پرچہ کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ چونکہ میں نے لکھا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرنا مجھ پر لازم ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس تحریر سے پہلے میں کوئی دلیل پیش نہ کر سکا کسی سے علم منطق کی ابجد سیکھ لیں تو بہتر ہے خدا خوفی سے سوچیں کیا میں نے تحریری پرچہ میں مذکور قرآن وحدیث والے دلائل مذکورہ تحریر سے پہلے زبانی گفتگو میں آپ کے سامنے نہیں بیان کئے تھے" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۲)

آپ کے اس بیان میں کئی ایک نقص ہیں۔ (۱) آپ کا قول" میں نے لکھا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" نادرست ہے کیونکہ جو کچھ آپ نے اپنی ۲۴ جنوری والی تحریر میں لکھا وہ من وعن اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ ایکدفعہ پھر سن لیں آپ نے اپنے ۲۴ جنوری والے پرچہ میں لکھا تھا" دعوی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں اس دعوی کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" (آپ کی ۲۴ جنوری والی تحریر) غور فرمائیں دونوں باتوں" حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر" الخ اور" دعوی" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں اس دعوی کے دلائل

قران کریم" الخ میں کتنا فرق ہے؟

۲۔ آپ نے اپنے قول" مجھے افسوس ہے کہ معترض اپنے علم سے بڑھ کر کام کرنا چاہتے ہیں" میں خواہ مخواہ بندہ کی نیت پر حملہ کیا ہے جس کا آپ کو قطعاً حق حاصل نہ تھا نہ ہے۔ یہ بندہ اپنے علم سے بڑھ کر کوئی کام نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ جل وعلا اپنے فضل وکرم کے ذریعہ مجھ سے میرے علم سے بڑھ کر خدمت دین کا کوئی کام لے لیں تو اس سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے رہا آپ کو افسوس والا معاملہ تو اس کا تعلق بندہ کے کسی کام اور ارادے سے نہیں اس کا تعلق ہے تو صرف اور صرف آپ کو اپنے دعویٰ" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی قران وحدیث میں کوئی دلیل نہ ہونے اور نہ ملنے سے ہے اور یہ افسوس انشاء اللہ ہمیشہ آپ کا دامن گیر رہے گا الایہ کہ آپ تائب ہو جائیں۔

۳۔ آپ نے اپنے دو قولوں" کسی سے علم منطق کی ابجد سیکھ لیں تو بہتر ہے" اور" خدا خوفی سے سوچیں" الخ میں علم منطق سے ناواقف ہونے اور خدا خوفی کے بغیر سوچنے کے بندہ پر دو بہتان لگائے ہیں۔ فخر نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس بندہ میں یہ دونوں چیزیں" علم منطق کی واقفیت اور خدا خوفی" آپ سے تو زیادہ ہی ہیں چنانچہ اسی تحریری بات چیت سے واضح ہے۔

۴۔ آپ اپنی تحریر میں مذکور آیات و روایات کو اپنے دعویٰ" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی دلیل سمجھ رہے ہیں جیسا کہ آپ کے قول" خدا خوفی سے سوچیں کیا میں نے تحریری پرچہ" الخ سے واضح ہو رہا ہے حالانکہ یہ آیات و روایات آپ کے مذکورہ بالا دعویٰ" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی دلیل نہیں ہیں اسی لیے تو بندہ نے خدا خوفی سے سوچ کر ہی لکھا تھا" آپ اس تحریر سے قبل زبانی بات چیت میں مرزا صاحب کے امتی نبی ہونے کی کتاب وسنت سے کوئی دلیل پیش نہ کر سکے

تھے ورنہ آپ یوں نہ لکھتے کہ " اس دعوی کے دلائل قران کریم اور احادیث سے" الخ اور جو تحریر آپ نے اب کے بھیجی ہے اس میں بھی آپ نے اپنے مندرجہ بالا دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کو ثابت کرنے والی کوئی دلیل پیش نہیں کی نہ تو قران کریم سے اور نہ ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث سے۔ اسلیے جناب سے پُرزور التماس ہے کہ آپ اِدھر اُدھر کی باتیں بنانے کی بجائے قران کریم کی کوئی آیت یا آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث پیش فرمائیں جس سے آپ کا دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" ثابت بھی ہوتا ہو؟ (میرا رقعہ ۲/۲ صا)۔

**تفصیل** آپ کی اپنی ۲۴ جنوری والی پہلی تحریر کے مطابق آپ کا دعوی ہے "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" اور آپ ہی کی اسی ۲۴ جنوری والی تحریر کے موافق اس دعوی کے دلائل قران کریم اور احادیث سے پیش کرنا آپ پر لازم ہے آپ کی اپنی تحریر میں پیش کردہ کل آیات مندرجہ ذیل ہیں" اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (سورہ فاتحہ) ومن یطع اللہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین الخ (سورہ نساء) لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ۞ لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الخ ان مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے کسی ایک آیت مبارکہ میں بھی آپ کے دعوی " حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" پر کوئی سی بھی دلالت نہیں ہے۔ نہ عبارۃً، نہ دلالۃً، نہ اشارۃً، نہ اقتضاءً، نہ مطابقۃً، نہ تضمناً، نہ التزاماً، نہ صراحۃً اور نہ ہی کنایۃً نیز نہ حقیقۃً اور نہ ہی مجازاً۔ پھر آپ کی تحریر میں پیش کردہ ثابت وغیر ثابت کل روایات صرف تین ہیں۔ صحیح مسلم کی حدیث نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام، ابن ماجہ کی

غیر ثابت روایت لو عاش الخ اور خصائص کبری للسیوطی کی بے سند پیش کردہ روایت نبیھا منھا مگر ان تینوں روایات سے کوئی ایک روایت بھی آپ کے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" پر دال نہیں ہے الغرض مرزا غلام احمد کا امتی نبی ہونا ان تمام آیات و روایات میں سے کسی کا نہ ترجمہ ہے اور نہ ہی مطلب۔

## مرزا صاحب کے اقوال نہ قرآن ہیں اور نہ ہی حدیث

آپ نے اپنی تحریر میں مرزا صاحب وغیرہ کے کچھ اقوال بھی نقل کیے تھے جن کے جواب و رد میں بندہ نے لکھا تھا "آپ نے خود ہی لکھا ہے" اس دعوی کے دلائل قران کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" اور واضح ہے کہ مرزا صاحب کے اقوال ہمارے نزدیک نہ تو قرآن ہیں اور نہ ہی حدیث۔ اس لیے آپ کا اپنی تحریر میں مرزا صاحب کے اقوال کو نقل کرنا بے کار ہے۔ نیز روایت لو عاش پر ملا علی قاری کا نوٹ نہ قرآن ہے اور نہ ہی حدیث اس لیے آپ پر ابھی تک لازم ہی ہے کہ آپ اپنے دعوی "مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کے دلائل قرآن کریم اور صحیح حدیث سے پیش فرمائیں (میرا رقعہ ۲ صہ۲) لہذا آپ کا اب کے پھر لکھنا" امر دوم اعنی بموجب حکم الٰہی اس امکانی مقام پر فائز ہونے کا دعوی میں نے حضور کی حلفیہ تحریرات کی رو سے پیش کیا نیز یہ وحی الٰہی کہ جعلناك المسيح ابن مريم" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صہ۱) بے سود ہے کیونکہ آپ کے حضور مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال حلفیہ وغیر حلفیہ نہ قرآن ہیں اور نہ حدیث اور آپ اپنی ۲۴ جنوری والی تحریر کی رو سے قرآن و حدیث پیش کرنے کے پابند ہیں اب ذرا آپ بھی خدا خوفی سے سوچ لیں۔ آیا مرزا صاحب کے اقوال پیش کرنے میں آپ کا رخ اصل موضوع کی طرف ہی تھا؟ تو حضرت! آپ سے بار بار مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ آپ اپنی ہی ۲۴ جنوری والی تحریر کا پاس رکھتے ہوئے اپنے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد

امتی نبی ہیں" کی کوئی ایک ہی دلیل قران کریم اور آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت سے پیش کر دیں ورنہ اعتراف فرمائیں کہ آپ اپنا دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" قران کریم اور احادیث نبویہ محمدیہ صلی اللہ علی صاجبہا وسلم سے ثابت کر سکے اور نہ ہی ثابت کر سکتے ہیں خواہ مخواہ اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع نہ کریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کا ثبوت کسی ایک فرقہ، عالم، مولوی یا حافظ وغیرہ کی خواہشات و توقعات کے عین مطابق دیں۔ ہمارا مطالبہ تو صرف اور صرف یہی ہے کہ آپ اپنے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کا ثبوت اپنے ہی ہاتھوں سے لکھی ہوئی ۲۴ جنوری والی تحریر "اس دعوی کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" کے عین مطابق تو پیش فرمائیں نا۔ تو جناب سے پھر گزارش کروں گا کہ آپ اپنے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی زیادہ دلیلیں تو در کنار صرف کوئی ایک ہی دلیل قران کریم یا آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث سے پیش کر دیں اور امکان وعدم امکان نبوت، صداقت وغیر صداقت مرزا صاحب اور حیات و وفات مسیح علیہ السلام ایسے موضوعوں کی طرف جانا اور رُخ موڑنا ہماری اس بات چیت میں تو بالکل ہی بے سُود ہے کیونکہ آپ کی پہلی تحریر (۲۴ جنوری والی) صاف اور واشگاف الفاظ میں بتا رہی ہے کہ آپ کی مُدعی ہونے کی حیثیت سے ذمہ داری ہے کہ آپ اپنے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" پر قران کریم اور احادیث سے دلائل پیش کریں تو آپ اپنی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی طرف آئیں اور دوسرے موضوعوں کی طرف آنکھیں نہ اٹھائیں۔

**دوسرا دعوی** آپ اپنے پہلے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی تو قران کریم اور احادیثِ محمدیہ صلی اللہ علی صاجبہا وسلم سے ابھی تک کوئی

ایک دلیل بھی بیان نہ کر پائے تھے کہ آپ نے ایک اور دعویٰ داغ دیا چنانچہ آپ لکھتے ہیں "سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بموجب حکم الٰہی وہ موعود وجود ہیں جسے ہمارے آقا و مولا سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح، مہدی اور عیسیٰ بن مریم وغیرہ ناموں کے ساتھ مختلف حکمتوں کی بنا پر امت کے سامنے بیان فرمایا" الخ (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صا) تو آپ کے اس دوسرے دعویٰ کی رو سے آپ کا فرض ہے کہ آپ سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پیش فرمائیں جس میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا مسیح، مہدی اور عیسیٰ بن مریم وغیرہ ہونا بیان فرمایا ہو ورنہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان" من قال علی مالم اقل" الخ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی الخ کی زد میں آنے سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ دوسروں کو خدا خوفی سے سوچنے کی تلقین کرنے والو خود بھی تو خدا خوفی سے سوچو اور بولو اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم - الآیۃ

## امکان وعدم امکان نبوت والا مسئلہ

اس عنوان کے تحت بندہ نے لکھا تھا" آپ نے اپنی اس تحریر میں امکان وعدم امکان نبوت کے مسئلہ پر بحث کی ہے جو فی الواقع غیر مفید ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری اس بات چیت میں بھی ذرہ برابر فائدے کی حامل نہیں اولاً تو اس لیے کہ ہماری اس بات چیت کا موضوع ہے آپ کا دعویٰ" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" نہ کہ امکان وعدم امکان نبوت اور ثانیاً اس لیے کہ اگر آپ بالفرض امکان وعدم امکان نبوت والے مسئلہ کو اپنی خواہش کے مطابق ہی حل کر لیتے ہیں تو بھی اس سے آپ کا مدعا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" تو ہرگز ثابت نہیں ہوگا لہٰذا آپ اپنے دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی سنت و حدیث سے کوئی ایک ہی دلیل پیش فرمادیں اور امکان و عدم نبوت والی بحث کو چھوڑیں نیز صداقت و عدم صداقت مرزا صاحب والی بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جب آپ اپنا مندرجہ بالا دعوی" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" قران کریم اور آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حدیث سے ثابت فرمائیں گے تو اس قسم کی ابحاث خود بخود حل ہو جائینگی" (میرا رقعہ نمبر۲ صا) ۔ اس کو پڑھ کر آپ لکھتے ہیں" امر اول کے متعلق دو آیات قرآنی اور تین احادیث نبویہ پر مشتمل دلائل کے پیش نظر معترض نے جواباً لکھا ہے : (۱) "حدیث میں ایک نبی اللہ کی آمد کا تذکرہ تو ضرور ہے" (۲) "حدیث میں ..... نبی اللہ کی پیشگوئی ہے۔" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صا)

۱۔ آپ نے دیکھ لیا کہ بندہ نے یہ دونوں باتیں "حدیث میں ایک نبی اللہ الخ" اور حدیث میں حبس نبی اللہ کی" الخ امکان وعدم امکان نبوت والا مسئلہ کے عنوان کے تحت نہیں لکھیں کیونکہ نزول مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے نزدیک امکانی نہیں واقعی مسئلہ ہے پھر وقوع فی المستقبل اور امکان فی المستقبل میں بڑا فرق ہے ۔ کما لا یخفی علی اہل العلم اسی لیے بندہ نے امکان وعدم امکان نبوت والا عنوان جدا اور انما المسیح عیسی ابن مریم والا عنوان جدا قائم کیا تھا اور مندرجہ بالا دونوں باتیں میں نے دوسرے عنوان " انما المسیح " الخ کے تحت درج کی ہیں اور آپ کے امر اول " امکان وعدم امکان نبوت والے مسئلہ" کے جواب میں بندہ نے وہی کچھ لکھا جو اوپر نقل کر دیا گیا ہے اور اس کا آپ کے پاس کوئی جواب نہیں۔

۲۔ رہا آپ کا لکھنا " آپ نے بغیر سوچے سمجھے ایک بات کر دی" الخ (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۲) تو وہ میری اس بات کا جواب نہیں ہے کیونکہ ہماری اس بات چیت کا موضوع ہے آپ کا دعوی " حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" نہ کہ امکان و

عدم امکان نبوت - پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ بعض چیزیں ممکن تو ہوا کرتی ہیں مگر واقع کبھی بھی نہیں ہوتیں نیز ہمارے بزرگوں کی آپ لوگوں کے ساتھ ابحاث بھی اپنی جگہ بجا، درست اور علم پر مبنی تھیں۔ رہا آپ کا سوال "تو آپ کا طرزِ گفتگو کیسا ہے؟" تو جواباً عرض ہے کہ میرا یہ طرزِ گفتگو ویسا ہی ہے جیسا آپ نے بذاتِ خود اپنی ۲۴ جنوری والی پہلی تحریر میں متعین کیا تھا کہ اس دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کے دلائل قرانِ کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے تو آپ اپنے اس دعوی کے دلائل قران و حدیث سے پیش کریں نا اِدھر اُدھر کیوں دوڑتے ہیں؟

پھر آپ لکھتے ہیں "شاید آپ اس لیے اس موضوع سے کترا رہے ہیں کہ آپ ایک طرف ختم نبوت پر ایمان کے دعویدار ہیں اور دوسری طرف حضور کے بعد امتی نبی کی بجائے ایک مستقل نبی کے منتظر ہیں"۔ بزعم شما آپ کا رقعہ ۲ صہ ۲)

۱۔ یقین کریں کہ یہ بندہ آپ کے لکھ کر دیے ہوئے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" والے موضوع سے ہٹ کر کسی اور موضوع مثلاً امکان و عدم امکان نبوت پر اس فرصت میں کلام کرنے کو بات چیت کے اصول و قواعد کے منافی سمجھتا ہے ہاں کسی اور فرصت میں آپ اس بندہ کے ساتھ اس حالیہ بات چیت کے موضوع آپ کے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کے علاوہ کسی بھی اور موضوع پر گفتگو کا شوق پورا کر سکتے ہیں البتہ اس موجودہ بات چیت میں تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کے دلائل قران کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث سے پیش فرمائیں ورنہ صاف اور واضح الفاظ میں اعتراف کریں کہ آپ کا دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" غلط، نادرست اور واقع کے خلاف ہے۔ باقی رہیں آپ کے خیال کے مطابق میری زاید باتیں تو وہ آپ ہی کی زاید باتوں کی وجہ سے ہیں کیونکہ آپ کی دونوں تحریریں زاید باتوں

سے اٹی پڑی ہیں بھلا آپ ہی خدا خوفی سے سوچ کر بتائیں امکان و عدم امکان نبوت والی بحث، روایات لوعاش، نبیھا منہا، حدیث نواس بن سمعان، مرزا صاحب کی عبارات اور ملا علی قاری وغیرہ کے نوٹ جناب کے دعوی "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" پر قران و حدیث سے کیسے دلائل ہیں؟

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

۲۔ آپ کا کہنا" اور دوسری طرف حضور کے بعد امتی نبی کی بجائے ایک مستقل نبی کے منتظر ہیں" مجھ پر بہتان ہے۔ آنے والے نبی اللہ کے متعلق میرا اور ہر مسلمان کا عقیدہ وہی ہے جو صحیح مسلم کی حدیث نواس بن سمعان میں بیان ہوا ہے کہ وہ نبی اللہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام ہی ہیں نیز صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لینزلن فیکم ابن مریم" الخ تو رسول اللہ علیہ وسلم کے الفاظ" لینزلن فیکم ابن مریم" الخ ضرور بالضرور نازل ہوں گے تم میں ابن مریم الخ آپ کے قول "حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رسولا الی بنی اسرائیل ہیں وہ امت محمدیہ میں نہیں آسکتے (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۲) کی تغلیط و تردید کر رہے ہیں لہذا آپ کا قول" جو فوت ہو جائے نہیں آیا کرتا" بھی غلط ٹھہرا کیونکہ آپ کے عقیدہ کے لحاظ سے اگر بالفرض حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کو فوت شدہ ہی تصور کر لیا جائے تو بھی وہ آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان" لینزلن فیکم ابن مریم" الخ کی رُو سے ضرور بالضرور امت محمدیہ میں تشریف لائیں گے نیز قران مجید میں ہے" ثم بعثناکم من بعد موتکم" الخ پھر اٹھایا ہم نے تمہیں تمہارے فوت ہو جانے کے بعد الخ "الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم" الخ کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جو نکلے اپنے گھروں سے درانحالیکہ وہ ہزاروں تھے فوت ہونے کے ڈر کے مارے تو کہا

ان سے اللہ تعالیٰ نے فوت ہو جاؤ پھر زندہ کیا اس نے انھیں الخ" فاماته الله مائة عام ثم بعثه" الخ پس فوت کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے سو سال پھر اٹھایا اس نے اس کو الخ ان اور ان جیسی دیگر آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ کا قاعدہ "جو فوت ہو جائے وہ نہیں آیا کرتا" درست نہیں۔ نیز اس قاعدہ کی رو سے آپ کا مرزا صاحب کو مسیح عیسیٰ بن مریم قرار دینا بھی غلط ٹھہرا ۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

باقی رہیں مثیل، شبیہ اور مجازی والی باتیں تو ان کا کتاب وسنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے" لینزلن فیکم ابن مریم" الخ نہ کہ" لینزلن فیکم مثیل ابن مریم او شبیهه "

نیز آپ لکھتے ہیں" معترض ان دلائل کے سبب اپنی عاجزی کا اظہار یوں کرتے ہیں" امکان وعدم امکان والی بحث کو چھوڑیں نیز صداقت وعدم صداقت مرزا صاحب والی بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں" (صا) یہ صورتِ احوال الخ (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صا)

ا۔ یہ نری لفاظی ہے یاد رہے یہاں لفاظی سے کام نہیں چلے گا۔ یہاں تو دلائل درکار ہیں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آپ نے ابھی تک اپنے دعوی" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی قرآن وحدیث سے کوئی ایک ادنی سی دلیل بھی پیش نہیں کی اور نہ ہی آئندہ پیش کرنے کی آپ سے توقع ہی ہے۔ کیونکہ اس دعوی" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کا قرآن وحدیث میں محکم کیا غیر محکم ثبوت ہونا بھی امر محال ہے تو پھر آپ کا مجھ پر" ان دلائل کے اپنی عاجزی" الخ کی پھبتی کسنا کیا معنی رکھتا ہے؟ ہاں اس طرح آپ اپنے دعوی" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی قرآن وحدیث سے کوئی ایک دلیل بھی پیش کرنے سے عاجز آجانے اور قاصر رہنے پر پردہ پوشی کی ایک

بھونڈی صورت اختیار فرمانے کی ضرور کوشش کر رہے ہیں جسے ہرگز بار آور نہیں ہونے دیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو چار و ناچار آپ کو اپنے دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کے قرآن کریم اور احادیث محمدیہ صلی اللہ علی صاحبہا وسلم سے دلائل پیش کرنے کی طرف پلٹنا ہی پڑے گا۔

۲۔ امکان و عدم امکان نبوت والی بحث کو چھوڑنے نیز صداقت و عدم صداقت مرزا صاحب والی بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہ ہونے کی وجوہ کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے انھیں ایک دفعہ پھر پڑھ لیں ان شاء اللہ العزیز بات واضح ہو جائے گی بشرطیکہ آپ خدا خوفی سے سوچیں۔

## انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ

اس عنوان کے تحت بندہ نے لکھا تھا "صحیح مسلم میں موجود حضرت نواس بن سمعان والی طویل حدیث میں ایک نبی اللہ کی آمد کا تذکرہ تو ضرور ہے مگر وہ نبی مرزا غلام احمد قادیانی نہیں اور نہ ہی مرزا صاحب کوئی اور نبی ہی ہیں کیونکہ اسی حدیث میں اس نبی اللہ کا لقب، اس کا نام اور اس کی والدہ ماجدہ کا نام بھی تو مذکور ہے نا۔ چنانچہ اسی حدیث نواس بن سمعان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسیح دجال کا حلیہ اور اس کے چند کرتب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں" فبینما ھم کذالک اذ بعث اللہ المسیح بن مریم "، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" ثم یاتی عیسیٰ قوم " بیان کو جاری رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں: " اذا وحی اللہ الی عیسیٰ " اور اس کے بعد اسی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر چار مرتبہ " نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کے لفظ بولے ہیں اور معلوم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے عیسیٰ نہیں اور حدیث

نواس بن سمعان میں مذکور نبی اللہ کا نام عیسیٰ ہے علیہ الصلاۃ والسلام غلام احمد نہیں نیز آپ کو اعتراف ہے کہ مرزا صاحب کی والدہ کا نام مریم نہیں۔ چنانچہ آپ نے ۲۴ جنوری کی زبانی بات چیت میں اہالیان مجلس کے رُوبرو بھی اس بات کا اقرار فرمایا تھا اور حدیث نواس بن سمعان میں آنیوالے نبی اللہ کی والدہ کا نام مریم بتایا گیا ہے تو آنیوالے نبی اللہ کی والدہ کا نام مریم ہے چراغ بی بی نہیں اور مرزا صاحب کی والدہ کا نام چراغ بی بی ہے مریم نہیں لہٰذا حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ والی حدیث میں جس نبی اللہ کی پیشگوئی ہے وہ نبی اللہ عیسیٰ بن مریم ہیں علیہ الصلاۃ والسلام اور مرزا غلام احمد قادیانی بن چراغ بی بی عیسیٰ بن مریم نہیں اس لیے مرزا صاحب نبی اللہ بھی نہیں۔" (میرا رقعہ ۲ ص۱ و ص۲)

اس کا کوئی جواب تو آپ سے بن نہ پڑا۔ آیت "لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاری" سے صرف "لا تقربوا الصلاۃ" کو جملہ "وانتم سکاری" کے بغیر پڑھنے والوں کی طرح آپ نے لکھ مارا "معترض نے جواباً لکھا ہے۔ (۱) حدیث میں ایک نبی اللہ کی آمد کا تذکرہ تو ضرور ہے۔ (۲) حدیث میں .... نبی اللہ کی پیشگوئی ہے" حالانکہ پہلی عبارت پوری بندہ کی تحریر میں اس طرح ہے "صحیح مسلم میں موجود حضرت نواس ابن سمعان والی حدیث میں ایک نبی اللہ کی آمد کا تذکرہ تو ضرور ہے مگر وہ نبی اللہ مرزا غلام احمد قادیانی نہیں اور نہ ہی مرزا صاحب کوئی اور نبی ہی ہیں کیونکہ اسی حدیث میں اس نبی اللہ کا لقب، اس کا نام اور اس کی والدہ ماجدہ کا نام بھی تو مذکور ہے نا الخ" اور اسی طرح دوسری عبارت بھی بندہ کی تحریر میں اس طرح ہے "لہٰذا حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ والی حدیث میں جس نبی اللہ کی پیش گوئی ہے وہ نبی اللہ عیسیٰ بن مریم ہیں علیہ الصلاۃ والسلام اور مرزا غلام احمد قادیانی بن چراغ بی بی عیسیٰ بن مریم نہیں اس لیے مرزا صاحب نبی اللہ بھی نہیں" چنانچہ بندہ اپنے رقعہ ۲ سے پوری

عبارت تفصیلاً نقل کر چکا ہے اسے ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمالیں۔ تو دیکھا جناب نے
بندہ کی اس مقام پر عبارت میں دو جگہ کیسی قطع و برید کی پھر آپ نے اپنی اسی قطع و برید
کے بل بوتے پر بہتان "دوسری طرف حضور کے بعد امتی نبی کی بجائے ایک مستقل نبی کے
منتظر ہیں" مجھ پر تھوپ دیا آیا آپ کے مذہب میں خدا خوفی اسی کا نام ہے؟ ہاں تو
بندہ کی عبارات آپ کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہیں جبکہ آپ اس سے قبل آخری نبی
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت نواس بن سمعان والی حدیث میں
مذکور بیان میں ایسا کر چکے ہیں چنانچہ اس بندہ نے لکھا تھا "آپ اس مقام پر اپنی
عبارت پر ذرا نظر ثانی فرمائیں کہ آپ نے اس حدیث نواس بن سمعانؓ میں چار دفعہ نبی اللہ
والے لفظ کو تو پکڑ لیا اور اسی حدیث میں موجود ایک بار لفظ "المسیح بن مریم"
کو، دو دفعہ لفظ "عیسیٰ" کو اور چار مرتبہ لفظ "نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام"
سے عیسیٰ کو آپ نے اپنی تحریر میں جان بوجھ کر ذکر تک نہیں کیا۔ "جان بوجھ کر" کا لفظ
اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کی ہی تحریر سے پتہ چل رہا ہے کہ یہ طویل حدیث آپ کے علم
میں ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کریں گے کہ وہ آپ لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے
کہ آپ اس قسم کے کاموں ہی سے باز آجائیں" (میرا رقعہ ۲ صہ ۲) اس کے جواب میں
آپ نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا تو گویا دبی زبان میں آپ نے اعتراف کر لیا کہ یہ کام
واقعی آپ نے جان بوجھ کر ہی کیا تھا اب ذرا غور فرمالیں کیا خدا خوفی آپ کے ہاں
اسی کو کہتے ہیں؟

**ثابت ہی نہیں** | اس عنوان کے تحت بندہ نے لکھا تھا "ابن ماجہ کی روایت
"ولو عاش لکان صدیقا نبیا" کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان نامی بھی
ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے "کذبہ شعبۃ" الخ لہذا یہ روایت
سرے سے ثابت ہی نہیں پہلے اسے ثابت فرمائیں پھر استدلال کریں" (میرا رقعہ ۲ صہ ۲)

اس کو پڑھ کر آپ لکھتے ہیں "ایک طرف آپ صحاح ستہ کہتے ہیں دوسری طرف معترض ہو رہے ہیں یہ کیا چکر ہے الخ (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۲) جواباً گذارش ہے کہ یہ وہی چکر ہے جو آپ کے اور تمام لوگوں کے لفظ "ابوین اور والدین" میں پایا جاتا ہے کہ ایک طرف تو آپ لوگ ماں اور باپ دونوں کو ابوین اور والدین کہتے ہیں اور دوسری طرف ماں کو اب اور والد کہنے پر معترض ہوتے ہو یہ کیا چکر ہے آپ خود ہی غور کریں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اصل بات یہ ہے کہ کتب ستہ کو جو ہم لوگ صحاح ستہ کہتے ہیں تو صرف قانون تغلیب کے پیش نظر۔ چنانچہ اہل علم نے جہاں یہ اصطلاح بیان کی ہے وہاں انھوں نے اس اصطلاح کی مذکورہ بالا توجیہ بھی لکھی ہے۔ سمجھنے کے لیے دیکھئے ہم سبھی ماں اور باپ کو ابوین اور والدین کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی ہے "ولابویه لکل واحد منهما السدس" الخ (سورۃ نساء) "ورفع ابویه علی العرش" الخ (سورۃ یوسف) "وبالوالدین احسانا" (سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، اور سورۃ بنی اسرائیل) تو یہ صرف قانون تغلیب کے پیش نظر ہی ہے نہ اس لیے کہ ماں بھی اب یا والد ہے تو آپ کے صحاح ستہ کے لفظ سے ابن ماجہ کی روایت "ولو عاش" الخ کی صحت کو اخذ کرنے میں بس اتنی ہی معقولیت ہے جتنی کہ ابوین یا والدین کے لفظ سے ماں کے اب (باپ) یا والد ہونے کو اخذ کرنے میں۔

آپ مزید لکھتے ہیں "حدیث نبوی "ولو عاش لکان صدیقا نبیا" کو آپ ٹھکرا رہے ہیں کہ سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان معتبر نہیں حالانکہ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ صحاح ستہ میں آنے کے سبب آپ اسے قبول کرنے کے پابند ہیں اس لیے حدیث پاک کو رد کرنے میں دلیری نہ کریں" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۲)

جواباً گذارش ہے کہ یہ بندہ حدیث نبوی کو نہیں ٹھکرا رہا۔ دیکھئے آپ نے حضرت

نواس بن سمعان کی طویل حدیث کا ذکر کیا تو بندہ نے اسے بسر وچشم قبول کیا رہا جملہ "ولو عاش لکان صدیقا نبیا" جس کو آپ حدیث نبوی سمجھ بیٹھے ہیں تو وہ حدیث نبوی ہرگز نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں راوی ابراہیم بن عثمان معتبر نہیں اس لیے آپ کا مجھے حدیث نبوی کو ٹھکرانے کا طعنہ دینا بے جا اور غلط ہے نیز آپ کا قول "حالانکہ آپ کو علم ہونا چاہیے" الخ بالکل ہی نادرست ہے اس کی حیثیت بالکل ویسی ہی ہے جیسے کوئی آپ سے کہے "ماں کے باپ ہونے کو آپ ٹھکرا رہے ہیں حالانکہ آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ ماں کے "وبالوالدین احسانا" میں آنے کے سبب آپ اسے والد اور باپ کہنے کے پابند ہیں اس لیے ماں کے باپ ہونے کو رد کرنے میں دلیری نہ کریں" تو جملہ "ولو عاش" الخ حدیث نبوی نہیں ہے لہٰذا آپ غیر حدیث نبوی کو حدیث نبوی سمجھنے اور قرار دینے میں دلیری نہ کریں۔ کہیں آپ حدیث نبوی من قال علی مالم اقل" الخ کی زد میں نہ آجائیں پھر کسی روایت کے سنن ابن ماجہ میں ہونے کا یہ مطلب کہاں ہے کہ وہ روایت صحاح ستہ میں آگئی ؟ لہٰذا آپ کا قول "صحاح ستہ میں آنے" الخ نرا مغالطہ ہے ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحاح ستہ میں شامل کتاب سنن ابن ماجہ میں یہ روایت موجود ہے مگر آپ کو علم ہونا چاہیے کہ سنن ابن ماجہ ثابت وغیر ثابت ملی جلی احادیث ہیں لہٰذا ہم کسی روایت کے صرف ابن ماجہ میں آنے کے سبب اسے قبول کرنے کے پابند نہیں۔ خدا خوفی سے کام لیں۔ آخر آپ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہاں اس قسم کے پیچوں اور مغالطوں سے تو کام نہیں چلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ مزید لکھتے ہیں "نیز غور فرمائیں یہ حدیث آپ اس لیے تو رد نہیں کر رہے کہ آپ کے عقائد سے ٹکراتی ہے۔ غالباً ایسا ہی ہے" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صہ ۲)

جواباً عرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان لوگوں میں شامل ہیں جو

لوگ اپنے عقائد، اعمال اور اقوال کو قرآن مجید اور احادیث ثابتہ کے مطابق بنانے کے لیے ہمہ وقت کمربستہ رہتے ہیں ہم ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں جو لوگ قرآن مجید اور احادیث ثابتہ کو موڑ توڑ کر اپنے یا اپنے بزرگوں کے عقائد، اعمال اور اقوال کے مطابق بنانے کے رسیا، خوگر اور عادی ہیں اور نہ ہی ہم ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہیں جو اپنے بڑوں کے عقائد، اعمال اور اقوال کو ثابت کرنے کی خاطر احادیث وضع کرتے یا غیر ثابت احادیث کو قابل استدلال بنانے کی خاطر مٹی کے ستونوں کو سونے کا دکھلانے کے لیے خام اور ناکام کوشش کیا کرتے ہیں۔ ہم جو اس روایت " ولو عاش " الخ کو رد کرتے ہیں تو صرف اس لیے کہ یہ آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اگر ہمت ہے تو آپ اسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہونا ثابت فرما دیں پھر ہمارے اس کو تسلیم کرنے کا نظارہ دیکھ لیں خواہ مخواہ لفاظی کے ذریعے رعب جمانے کی کوشش نہ کریں۔ یاد رہے اگر بفرض محال آپ اس روایت " ولو عاش " الخ کا قابل استدلال ہونا ثابت فرما بھی لیں تو بھی اس سے آپ کا دعوی " حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں " ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔ اولاً تو اس لیے کہ حضرت مرزا صاحب تو غلام احمد بن چراغ بی بی ہیں نہ کہ ابراہیم بن حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ثانیاً اس لیے کہ لفظ " لو " امتناع اور کسی چیز کے ناممکن ہونے کو واضح کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

آپ لکھتے ہیں " معترض سے زیادہ علم وفہم رکھنے والے بزرگ حضرت ملا علی القاری نے اس اعتراض کو بیان کرکے فرمایا " فی مسندہ ابا شیبۃ[1] ابراھیم بن عثمان الواسطی وھو ضعیف لکن لہ طرق ثلاثۃ یقوی بعضھا ببعض " الخ (بزعم شما آپ کا رقعہ ۲ ص ۲)

جواباً گذارش ہے کہ آپ نے دیکھ لیا کہ آپ سے زیادہ علم وفہم رکھنے والے بزرگ

---

[1] یہ دونوں لفظ آپ کی تحریر میں اسی طرح ہیں اھ منہ

حضرت ملا علی قاری ہی ابراہیم بن عثمان کو ضعیف کہہ اور قرار دے رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کی بات "صحاح ستہ میں آنے کے سبب آپ اسے قبول کرنے کے پابند ہیں" کو آج سے بہت پہلے حضرت ملا علی قاری ایسے بزرگ بھی رد فرما چکے ہیں رہا تعدد طرق سے قوت حاصل ہونے والا مسئلہ تو وہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں چنانچہ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ تعالےٰ اپنی مشہور و معروف اور مستند کتاب علوم الحدیث میں تعدد طرق سے قوت حاصل ہونے پر مبنی ایک سوال نقل فرما کر لکھتے ہیں" وجواب ذالک انه لیس کل ضعف فی الحدیث یزول بمجیئه من وجوه، بل ذالک یتفاوت، فمنه ضعف یزیله ذالک بان یکون ضعفه ناشئا من ضعف حفظ راویه مع کونه من اهل الصدق والدیانة۔ فاذا راینا ما رواه قد جاء من وجه آخر عرفنا انه مما قد حفظه ولم یختل فیه ضبطه له۔ وکذالک اذا کان ضعفه من حیث الارسال زال بنحو ذالک کما فی المرسل الذی یرسله امام حافظ اذ فیه ضعف قلیل یزول بروایته من وجه آخر، ومن ذالک ضعف لا یزول بنحو ذالک لقوة الضعف وتقاعد هذا الجابر عن جبره ومقاومته وذالک کالضعف الذی ینشأ من کون الراوی متهما بالکذب او کون الحدیث شاذا ۔ اھ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۳۰/۳۱)

حاصل عبارت یہ ہے کہ ضعف متفاوت ہوتے ہیں کچھ ضعف تو تعدد طرق سے زائل ہو جاتے ہیں مثلاً وہ ضعف جسکا منشا سچے اور دیانتدار راوی کے حفظ کی کمزوری ہو اور وہ ضعف جو بوجہ ارسال ہو اور کچھ ضعف تعدد طرق سے زائل نہیں ہوتے ۔ مثلاً وہ ضعف جس کا منشا راوی کا متہم بالکذب ہونا یا روایت کا شاذ ہونا ہو اور واضح ترین بات ہے کہ آپ کی پیش کردہ روایت "ولو عاش" الخ کا ضعف ان ضعفوں میں شامل ہے جو تعدد طرق سے زائل نہیں ہوتے کیونکہ اس کے ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی

کی بعض محدثین نے تکذیب بھی کی ہے چنانچہ میزان کے حوالہ سے پہلے لکھا جا چکا ہے لہذا ملاعلی قاری وغیرہ کی بات "یقوی بعضها ببعض" اس جگہ درست نہیں۔ اس روایت کے آپ کی طرف سے پیش کردہ ابن ماجہ والے طریق کا حال تو آپ سُن ہی رہے ہیں۔ آپ اس کے دوسرے طریق بھی نقل فرمائیں تاکہ آپ کو ان کا حال بھی سُنا دیا جائے۔

آپ لکھتے ہیں "مؤمنانہ حسن ظنی سے کام لیا جائے تو مسئلہ آسان ہو سکتا ہے اسی راوی ابو شیبہ" الخ (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۳)

آپ نے یہ مؤمنانہ حسن ظنی والی بات بھی خوب کہی۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: "یایها الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا" الخ اگر مؤمنانہ حسن ظنی ہی کافی ہوتی تو اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو تبین (تحقیق کرنے) کا حکم کیوں دیتے؟ مؤمنانہ حسن ظنی کا معنیٰ آپ غلط سمجھے۔ مؤمنانہ حسن ظنی کا تقاضا ہے کہ ضعیف کو ضعیف ہی سمجھا جائے اور ثقہ کو ثقہ ہی۔ ثقہ کو ضعیف اور ضعیف کو ثقہ سمجھنا اور قرار دینا کوئی مؤمنانہ حسن ظنی نہیں۔ تو مؤمنانہ حسن ظنی ہی چاہ رہی ہے کہ ضعیف راوی ابو شیبہ واسطی کو ضعیف ہی سمجھا اور قرار دیا جائے۔

قاضی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی کو محدثین نے ضعیف کہا اور قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسماء رجال کی کتابوں میں اس کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ مگر آپ کا خیال ہے کہ بعض محدثین نے اسے ثقہ بھی قرار دیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں "قال یزید بن هارون ماقضی رجل اعدل فی القضاء منه وقال ابن عدی له احادیث صالحة وهو خیر من ابی حیة" الخ (تہذیب جلد اول ص۱۲۵ والکمال ص۲۰) (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۳)

۱۔ آپ کا دعویٰ ہے "بعض نے ثقہ بھی قرار دیا ہے" اور بطور دلیل جو عبارت آپ نے پیش فرمائی اس میں اس کے ثقہ ہونے کا بیان نہیں اس میں تو صرف اتنی

بات یہ ہے کہ موصوف واسطی صاحب اعدل فی القضاء، ابراہیم بن ابی حیہ سے اچھے اور
ان کی کچھ احادیث صالحہ ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ ان تینوں صفوں سے ان کے حامل
موصوف کا ثقہ ہونا لازم نہیں آتا۔ لہذا آپ کسی محدث کا وہ قول پیش فرمائیں جس میں اس کے
ثقہ ہونے کا بیان ہو۔

۲۔ آپ کا نقل کردہ جملہ "وھو خیر من ابی حیة" آپ کی غلطی ہے کیوں کہ
تہذیب التہذیب میں یہی جملہ اس طرح لکھا ہے "وھو خیر من ابراھیم بن ابی
حیة"۔ دیکھا آپ نے کیسی شاندار خدا خوفی سے سوچ سمجھ کر "خیر من ابراھیم
بن ابی حیة" کو "خیر من ابی حیة" بنا ڈالا۔ بھلا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے
فرمان "نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام" کو جان بوجھ کر صرف "نبی اللہ" میں
تبدیل کرنے والوں کے لیے "ابراھیم بن ابی حیة" کو صرف "ابی حیة" کر لینا
کوئی مشکل کام ہے؟ تو جب صورت احوال یہ ہے تو بندہ کی عبارات میں حذف اور
تغیر وتبدل کرنے سے آپ لوگوں کو کیسے باز رکھا جا سکتا ہے؟ تو جناب! آپ کا کام ہے
احادیث نبویہ، اقوالِ سلف اور اس بندہ کی عبارات میں لفظی ومعنوی تحریف کرنا اور
اس بندہ کا کام ہے ناصحانہ اور خیر خواہانہ جذبہ کے تحت آپ کے مغالطات اور
آپ کی ان ہیرا پھیریوں کی قلعی کھولنا ع کیسے جاؤ مے خوار و کام اپنا اپنا

پھر آپ لکھتے ہیں "ابو حیہ کے متعلق لکھا ہے وثقہ دارقطنی[1] وقال النسائی
ثقة (تہذیب التہذیب جلد اول ص۱۱۳)" (بزعم شما آپ کا پرچہ ۲ ص۳)

۱۔ اولاً یہ عبارت تہذیب التہذیب کے محولہ بالا صفحہ ومقام پر ابو حیہ سے متعلق
ہے ہی نہیں بلکہ تہذیب التہذیب کی پوری جلد اول میں تو ابو حیہ کا ترجمہ سرے سے موجود
ہی نہیں۔ ہاں تہذیب التہذیب میں یہ عبارت ابراہیم بن حبیب بن الشہید الازدی سے
متعلق ہے جس کو آپ نے خیر سے ابو حیہ پر چسپاں کر دیا اور آپ کے ہاں اس میں کوئی
مضائقہ بھی نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی ہیرا پھیریاں تو آپ کا سبوُ ہے جب اور جیسے چاہیں

[1] یہ لفظ آپ کی تحریر میں ایسے ہی لکھا ہے۔ ۱۲ منہ

اس سے اپنا جام با نام بھر لیں ؏ سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

۲۔ ثانیاً آپ کو پہلے علم ہو چکا ہے کہ "خیر من ابی حیۃ" کی جگہ اصل میں "خیر من ابراھیم بن ابی حیۃ" ہے اور ابراہیم بن ابی حیہ کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے "قال البخاری منکر الحدیث وقال النسائی ضعیف وقال الدارقطنی متروک" ابراہیم بن ابی حیہ کو امام بخاری منکر الحدیث، امام نسائی ضعیف اور امام دارقطنی متروک کہتے ہیں۔

۳۔ ثالثاً ایک ضعیف راوی کے دوسرے ضعیف راوی سے اچھا ہونے سے نسبتاً اچھے راوی کا ثقہ ہونا ہرگز نہیں نکلتا۔ کما لا یخفی علی اہل العلم ہاں اس سے دوسرے ضعیف کی بنسبت اچھے ضعیف کا نسبتاً کم درجہ کا ضعیف ہونا ضرور نکلتا ہے مگر رہیگا تو ضعیف ہی، ثقہ تو نہیں بن جائے گا۔ مثلاً ابراہیم بن عثمان اور ابراہیم بن ابی حیہ دونوں راوی سخت ضعیف ہیں تو اب کسی صاحب کے ابراہیم بن عثمان کو ابراہیم بن ابی حیہ سے اچھا کہنے سے ابراہیم بن عثمان ثقہ تو ہرگز نہیں بن سکتا۔ کچھ تو سوچیں اور خدا خوفی سے کام لیں۔

۴۔ رابعاً اصولی طور پر آپ کو ابوحیہ صحیح ابراہیم بن ابی حیہ کے متعلق حضرت ابن عدی کی اپنی رائے نقل فرمانا چاہیے کیونکہ "خیر من" الخ تو ابن عدی ہی کہہ رہے ہیں نہ کہ امام نسائی اور امام دارقطنی۔ اور آپ لکھتے ہیں "رائے مختلف ہوسکتی ہے ایک آدمی ایک آدمی کو کسی وجہ سے غیر معتبر سمجھتا ہے اور دوسرا معتبر" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صد۲) لہٰذا آپ کا حضرت ابن عدی کے قول "وھو خیر من" الخ سے ابراہیم ابن عثمان واسطی کے ابن عدی کے ہاں ثقہ ہونے کو اخذ کرنا سراسر غلط ہے اس کی وجوہ پہلے لکھی جا چکی ہیں۔

آپ لکھتے ہیں "اسی طرح بیضاوی کے حاشیہ "الشہاب علی البیضاوی" میں بھی

اسی حدیث کے متعلق لکھا ہے "اما صحۃ الحدیث فلا شبھہ فیھا" الخ (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صٓ)

جواباً گزارش ہے کہ آپ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان "نبی اللہ عیسی علیہ السلام" کو صرف نبی اللہ کر لینے، حضرت ابن عدی کے قول "خیر من ابراھیم بن ابی حیۃ" کو "خیر من ابی حیۃ" بنا ڈالنے اور امام نسائی اور امام دارقطنی کی تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن جیب بن الشہید الازدی سے متعلق توثیق کو ابو حیہ پر چسپاں کر دینے کی بنا پر بندہ کو آپ کے اس مندرجہ بالا حوالہ پر یقین نہیں آرہا۔ کیا بعید کہ آپ نے اس جگہ بھی کمال صفائی سے کچھ کا کچھ بنا دیا ہو۔ اس لیے گذارش ہے کہ آپ حاشیہ "الشھاب علی البیضاوی" کا یہ مقام مجھے دکھائیں اور ساتھ ہی اس حاشیہ والے بزرگوں کے علم حدیث و رجال میں درجہ و مرتبہ کو بھی واضح کریں کیونکہ بات محدثین کے حضرت واسطی صاحب کو ضعیف قرار دینے نہ دینے پر چل رہی ہے۔ پھر یاد رہے کہ روایت "ولو عاش" الخ کی سند ضعیف ہونے کی بنا پر اس کا غیر ثابت ہونا، غیر صحیح اور غیر حسن ہونا ثابت ہو چکا ہے تو اب اس سے متعلق کسی محشی کا "اما صحۃ الحدیث" الخ کہہ دینا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

آپ ہی لکھتے ہیں "علامہ شوکانی اس حدیث سے متعلق" الخ (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صٓ)

علامہ شوکانی نے اس مقام پر اپنے خیال کی بنیاد اس جملہ "ولو عاش" الخ کے تین صحابہ سے وارد ہونے پر رکھی ہے وہی تعدد طرق سے قوت حاصل ہونیوالی بات تو اس کے متعلق پہلے لکھا جا چکا ہے کہ وہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ نیز واضح کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن عثمان واسطی والی روایت ان ضعیف روایتوں میں شامل ہے جن کا ضعف تعدد طرق سے بھی زائل اور دُور نہیں ہوتا پھر علامہ شوکانی بذاتِ خود اپنی کتاب نیل الاوطار

کتاب الجنائز باب القراءۃ میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کی ایک روایت نقل کر کے لکھتے ہیں "وفی سندہ ابراھیم بن عثمان ابوشیبۃ الواسطی وھو ضعیف جدا" کہ اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ واسطی ہے اور وہ انتہائی ضعیف ہے اب تک آپ نے روایت "ولو عاش" الخ کا ابوشیبہ واسطی والا صرف ایک ہی طریق ابن ماجہ کے حوالے سے پیش کیا ہے جس کی حقیقت و حالت آپ پر آشکارا کر دی گئی کہ راوی ابوشیبہ واسطی سخت ضعیف ہے ملا علی قاری اور علامہ شوکانی بھی اسے ضعیف کہتے اور لکھتے ہیں اور ابھی تک آپ نے اس روایت کے دوسرے دو طریق پیش ہی نہیں کیئے ان پر مفصل بات چیت تو تب ہو گی جب آپ انھیں پیش فرمائیں گے۔

سر دست اتنی بات یاد رکھیں کہ ان دونوں طریقوں کی حالت بھی آپ کے پیش کیے ہوئے واسطی صاحب والے طریق کی حالت سے مختلف نہ ہو گی ان شاء اللہ تعالی

الحاصل روایت "ولو عاش" الخ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ ہی یہ آپؐ کی حدیث ہی ہے۔

آگے پھر آپ نے ملا علی قاری کا نوٹ نقل فرمایا ہے حالانکہ یہ بندہ بار بار لکھ چکا ہے کہ آپ کا دعوی ہے "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" اور اس دعوی کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا آپ پر لازم ہے مگر آپ ہیں کہ ملا علی قاری کے نوٹ کو لیے پھرتے ہیں۔ تو آپ ہی سوچیں، سمجھیں اور خدا خوفی سے کام لیں آیا ملا علی قاری کا یہ نوٹ قرآن کریم ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت اور حدیث ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تو اسے بار بار بیان کرنے سے آپ کو فائدہ؟ پھر ملا علی قاری کے اس نوٹ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم سے متعلق ایک غیر ثابت جملہ شرطیہ کی توضیح ہے اس میں یہ بات قطعاً نہیں ہے کہ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" اور نہ ہی اس میں یہ ہے کہ "حضرت مرزا غلام احمد

قادیانی مسیح، مہدی اور عیسیٰ بن مریم وغیرہ ہیں" جبکہ ہماری یہ بات چیت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے نبی ہونے نہ ہونے سے متعلق ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کے بفرض زندگی نبی ہونے نہ ہونے سے متعلق خدارا کچھ تو سوچیں اور اپنے موضوع کی طرف پلٹیں اور خواہ مخواہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

**سند پیش کریں** اس عنوان کے تحت بندہ نے لکھا تھا" آپ کی تحریر میں پیش کردہ الخصائص الکبریٰ للسیوطی کی روایت "نبیھا منھا" کی سند درکار ہے لہٰذا اس روایت کی سند پیش کریں" (میرا رقعہ ۲ صہ۲)

اس کو پڑھ کر آپ لکھتے ہیں" ایک اور عجیب مخمصہ کا آپ شکار ہیں آپ جن بزرگوں کو اپنے بزرگ مانتے ہیں ان کی محنت شاقہ اور مسلسل دعاؤں سے جمع کی ہوئی احادیث کی سندیں ہم سے طلب کر رہے ہیں" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم صہ۲)

بزرگوں کو ہم بزرگ ہی مانتے ہیں انھیں ربّ، الٰہ اور پیغمبر تو نہیں مانتے مگر آپ ہیں کہ ہمیں بزرگوں کا بزرگوں سے اوپر والی کوئی ہستی ہونا منوانا چاہتے ہیں بھلا کسی کو بزرگ ماننے کا یہ مطلب کہاں ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات منسوب کریں تو ان سے ان کی بزرگی کے پیش نظر اس کی سند ہی طلب نہ کی جائے۔ پھر جہاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اخبار کے تبین اور ان کی تحقیق کا ہمیں حکم دیا وہاں ہمارے بزرگوں نے بھی ہمیں اخبار کی چھان بین کرنے کی ترغیب دی ہے۔ شک ہو تو صحیح مسلم کا مقدمہ اور اس موضوع پر دیگر کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ ان سیوطی صاحب نے ہی اپنی کئی ایک کتابوں میں اس مسئلہ پر خوب روشنی ڈالی ہے پھر جب آپ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور اہل علم کے اقوال میں دیدہ دانستہ ہیرا پھیری کرنا ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے تو ہم آپ سے سند کا مطالبہ کرنا کیوں کر چھوڑ سکتے ہیں؟ تو روایت

"نبیھا منھا" کی سند آپ نے پہلے بھی پیش نہیں کی تھی اور اب کے پھر آپ نے اس کی سند پیش نہیں کی۔ لہٰذا ہم ایک دفعہ پھر یہی عرض کریں گے کہ اس روایت کی سند پیش کریں اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ عجیب مخمصہ کا شکار کون ہے آپ یا یہ بندہ ؟ ذرا خدا خوفی سے سوچنا۔

## اصل موضوع سے کون ہٹ رہا ہے؟

آپ لکھتے ہیں" امید ہے آئندہ آپ راویوں پر بحث کی بجائے اپنا رُخ اصل موضوع کی طرف رکھیں گے اگر آپ نے اس فن کی طرف ضرور رجوع کرنا ہے تو زیر بحث حدیث کی سند پر فیصلہ کر لیں پھر کوئی نئی بات کریں" (بزعم شما آپ کا پرچہ دوم ص۳)

جواباً گذارش ہے کہ آپ ایک دفعہ پہلے اور ایک دفعہ پھر اس عبارت میں مجھ پر اصل موضوع سے ہٹنے کا الزام لگا چکے ہیں حالانکہ میری تحریرات شاہد ہیں کہ میں اس گفتگو کے آغاز سے لے کر اب تک آپ کو اس بات چیت کے موضوع جناب کے ۲۴ جنوری کو لکھ کر دیئے ہوئے دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کے قرآن کریم اور احادیث سے دلائل پیش کرنے کی طرف دعوت دے رہا ہوں مگر آپ ہیں کہ کمال ہوشیاری سے کبھی اس موضوع سے دائیں، کبھی بائیں، کبھی آگے، کبھی پیچھے، کبھی اوپر اور کبھی نیچے کھسک جاتے ہیں تو پھر آپ کے تعاقب کی غرض سے مجھے بھی آپکی سمت جانا پڑتا ہے ورنہ آپ کہنا شروع کر دیں گے کہ تو نے میری فلاں بات کا جواب نہیں دیا۔ لہٰذا اصل میں اور درحقیقت اپنے موضوع سے ہٹنے والے آپ خود ہیں نہ کہ یہ بندہ ؎ وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

رہا آپ کا قول" زیر بحث حدیث کی سند پر فیصلہ کر لیں" الخ تو وہ آپ خواہ مخواہ سو کھا رُعب جما رہے ہیں اور اصل موضوع جناب کے دعویٰ" حضرت مرزا غلام احمد

قادیانی امتی نبی ہیں" پر گفتگو سے خود ہٹنے اور بندہ کو ہٹانے کی سعی ناشکور فرما رہے ہیں کیونکہ سند پر فیصلہ تو ہو چکا ہے کہ روایت "نبیھا منھا" کی سند میرے مطالبہ کے باوجود ابھی تک آپ پیش نہیں فرما سکے اور ابن ماجہ کی روایت "ولو عاش ـــــ " الخ کی سند کا ضعف بندہ ثابت کر چکا ہے جس کا آپ کے پاس کوئی جواب نہیں اس لیے آپ سے ایک دفعہ پھر پرزور التماس کروں گا کہ آپ اپنے دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی طرف پلٹئے۔ کیونکہ وہ اس بات چیت کا اصل موضوع ہے اور اپنے قول "اس دعوی کے دلائل قرآن کریم اور احادیث سے پیش کرنا مجھ پر لازم ہے" کے موجب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے امتی نبی ہونے کی قرآن کریم اور احادیث سے دلیل پیش کیجئے۔ یاد رہے کہ ابھی تک آپ نے اپنے اس دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے امتی نبی ہیں" کی قرآن کریم اور احادیث سے کوئی ایک دلیل بلکہ کسی ایک دلیل کی کوئی ایک جز بھی پیش نہیں کی۔ چنانچہ تفصیلاً لکھا جا چکا ہے اب آپ کے لیے دو ہی راہیں ہیں یا تو آپ اپنے دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی قرآن کریم اور احادیث سے کوئی دلیل پیش فرمائیں یا پھر صاف اور واشگاف الفاظ میں اعتراف و اقرار کریں کہ آپ کے اس دعویٰ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی ہیں" کی قرآن کریم اور احادیث میں کوئی ایک دلیل بھی نہیں اس لیے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امتی نبی بھی نہیں اور ان کے غیر امتی نبی نہ ہونے کے تو ماشاء اللہ آپ پہلے ہی سے قائل اور معتقد ہیں۔ ان دو راہوں کے سوا جو راہ بھی آپ لیں وہ اس بات چیت کے موضوع سے ہٹ کر ہی ہوگی اور آپ کے تعاقب کی خاطر میرے لیے بھی اس راہ چلنا ناگزیر ہوگا۔

۲۰ شعبان ۱۴۰۳ھ

بندہ عبدالحق بقلمہ

سرفراز کالونی
جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

# محمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبداللہ صاحب معمار مرحوم امرتسری ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء

فاضل مرزائیات

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ، لاہور ۲

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ
القرآن ۲۱:۴۲

کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان کو دین کا وہ رستہ بتلاتے ہیں جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا (وحیدی)

## چوری کے متعلق

# قانونِ الٰہی اور قانونِ حنفی

اِس کتاب میں قرآن و سُنّت سے چوری کی حد اور قانونِ حنفی کا اسے ختم کرنا باحوالہ بیان کیا گیا ہے

از قلم:
عبدالسلام بن محمد
مدرس جامعہ محمدیہ
جی ٹی روڈ گوجرانوالہ